91 Shams Makky Verses 15

(۹۱)

سُورۂ شمس

مکہ مکرمہ میں نازل ہوا۔ اور اس میں پندرہ آیتیں ہیں۔

ماقبل سے ربط اس سورت شریفہ کو ماقبل سورت کے ساتھ کئی طرح سے مناسبت ہے۔ ایک یہ کہ سورت ماقبل کا آغاز چند عظیم الشان قسموں کے ذریعہ ہوا تھا۔ اس سورت شریفہ کا آغاز بھی چند قسموں کے ذریعہ فرمایا جا رہا ہے جو بجائے خود مہتم بالشان ہیں۔ دیگر یہ کہ ماقبل سورت کو اصحاب المیمنۃ اور اصحاب المشئمۃ کے بیان پر ختم کیا گیا تھا۔ اس سورت شریفہ میں قد افلح من زکاھا و قد خاب من دساھا کے ذریعہ فریقین کا بیان فرمایا جا رہا ہے۔ نیز سورۂ ماقبل میں فھدیناہ النجدین ارشاد ہوا تھا۔ یہاں اسی کے ہم معنی فالھمھا فجورھا و تقواھا ارشاد ہو رہا ہے۔ اس کے علاوہ سورۂ ماقبل کا اختتام کفار کے احوال آخرت کے بیان پر ہوا تھا اس سورت شریفہ کا اختتام کفار کے احوال دنیا کے بیان پر ہو رہا ہے۔ واللہ اعلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے۔

·3 وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا ۝ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا 91-1 91-2
·6 جَلّٰهَا ۝ وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰهَا ۝ وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا ۝ وَالْاَرْضِ 91-4
·7 وَمَا طَحٰهَا ۝ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰهَا ۝ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا ۝ 91-5 91-8
قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ۝ قسم ہے سورج کی 91-9 91-10
اور اس کی دھوپ چڑھنے کی' اور چاند کی جب اس کے پیچھے آئے" اور دن کی جب
اس کو چمکائے' اور رات کی جب اس کو ڈھانک لے' اور آسمان کی اور جیسا کہ
اس کو بنایا' اور زمین کی اور جیسا کہ اس کو پھیلایا' اور جان کی اور جیسا کہ اس کو
ٹھیک بنایا' پھر سمجھ دی اس کو اس کی بدکاری اور اس کی پرہیز گاری کی' بیشک
مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوارا' اور تحقیق نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملایا"

والشمس وضحاها کی تفسیر | عالم علوی کی سب سے بڑی آیت' (اللہ سبحانہ کی قدرت کی نشانی) جس کو کائنات ارضی کی ہر چھوٹی بڑی مخلوق روزانہ محسوس و مشاہدہ کرتی رہتی ہے یعنی آفتاب عالمتاب کی قسم دی جا رہی ہے اور اس کو آگے آنے والے دعوے کا گواہ ٹھہرایا جا رہا ہے اور ارشاد ہو رہا ہے : ——

والشمس وضحاها۔ قسم ہے آفتاب کی اور اس کی دھوپ چڑھنے کی" کہ جب آفتاب' آسمان کے کنارے سے طلوع ہوتا دکھائی دیتا ہے اور رفتہ رفتہ اس کی

دھوپ چڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ چاشت کا وقت آجاتا ہے تو ہر کوئی اس کو دیکھنے لگتا ہے اور اس کی دھوپ اور روشنی کو محسوس کرتا اور اس سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ وہ آفتاب گواہ ہے اور اس کی چڑھتی ہوئی دھوپ بھی گواہ ہے۔

والقمر اذا تلاھا کی تفسیر | وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا۔ اسی طرح عالم علوی کی دوسری آیت (چاند) جو اگرچہ سورج سے حجم میں کم لیکن عالم علوی کی دوسری آیات محسوسہ سے وہ بھی بہت بڑی ہے۔ یعنی چاند کی بھی قسم ہے جبکہ وہ آفتاب کے غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتا اور اس کے پیچھے پیچھے رواں ہوتا ہے۔ وہ بھی گواہ ہے آئندہ آنے والے دعوے کی صداقت کا۔ چاند کا آفتاب کے غروب ہونے کے بعد آسمان پر نمودار ہونا' ہر قمری مہینے کی پہلی تاریخ سے چودہ تاریخ تک ہمیشہ محسوس و مشاہدہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ ہلال سے بدر کامل ہونے تک کا یہ سلسلہ نصف مہینے تک برابر جاری رہتا ہے۔ اور چاند کی یہ روشنی نور آفتاب ہی کا عکس ہے۔ اسی وجہ سے کہا جاتا ہے:۔ نور القمر مستفاد من نور الشمس۔ چاند کی یہ روشنی آفتاب ہی کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے" غرض سورج اور چاند عالم علوی کے دو بڑے گواہ ہیں۔ فرق یہ ہے کہ سورج میں جلالی شان ہے اور چاند میں جمالی۔

والنھار اذا جلاھا کی تفسیر | وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا۔ اور قسم ہے دن کی

جب کہ وہ آفتاب کو چمکائے" یعنی طلوع آفتاب کے ساتھ جیسا جیسا دن چڑھتا جاتا ہے تو آفتاب کی چمک دمک بڑھتی جاتی ہے۔ پھر نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ آفتاب پر آنکھ نہیں ٹھہر سکتی۔ دھوپ کی تمازت اور روشنی کی شدت سے آنکھیں چکا چوند ہو جاتی ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ روز روشن بھی ہمارے آنے والے دعوے کا بیّن ثبوت ہے۔ جس میں انکار کی گنجایش ہی نہیں۔

والیل اذا یغشٰہا کی تفسیر | وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰىهَا۔ اور قسم ہے رات کی جبکہ وہ آفتاب کو چھپا دیتی ہے" یعنی ادھر روز روشن ختم ہوا اُدھر رات نمودار ہوئی۔ اور رات نے آفتاب پر اور اس کی پوری روشنی پر تاریکی اور ظلمت کی سیاہ چادر اُڑھادی۔ اب نہ وہ روشنی ہے اور نہ وہ حرارت وتمازت، بلکہ جس قدر چیزیں اس کی روشنی میں نمودار ہوئی تھیں وہ سب سمٹ کر اپنی اپنی جگہ پہنچ گئیں۔ اب شب دیجور کا ایک سناٹا ہے۔ کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی۔ یہ رات جو روز روشن کی ضد اور اس کی سلبی صورت ہے یہ بھی ہمارے آگے آنے والے دعوے کے ثبوت کی شاہد ہے۔

والسماء وما بناھا کی تفسیر | وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰىهَا۔ اور قسم ہے آسمان کی اور جیسا کہ اس کو بنایا اس کی بھی قسم ہے" آفتاب اور چاند عالم علوی کی سب سے بڑی آیات محسوسہ ومشاہدہ کے علاوہ، آسمان بھی اسی عالم کی ان دونوں آیات سے

کہیں بڑی آیت ہے جو خداوند تعالیٰ شانہ کی قدرت کی زبردست نشانی ہے جس کا مشاہدہ آنکھ کھلنے کے ساتھ ہی ہر فرد بشر کو ہوتا ہے اور جس میں سورج اور چاند کی روانی ہے۔ اور جس میں ایسے کروڑوں چاند سورج سما سکتے ہیں۔ یہ آسمان بھی ہمارے آنیوالے دعوے کی سچائی کا گواہ ہے۔ نیز اس آسمان کی بناوٹ بھی گواہ ہے۔ آسمان کی بناوٹ کیسی ہوی اس کا بیان قرآن کریم میں دوسری جگہ آیا ہے ارشاد ہے:۔ انّ السموات والارض کانتا رتقا ففتقناھما۔ آسمان اور زمین ایک دوسرے سے ملے ہوئے تھے پھر ہم نے ان کو چیر کر الگ کیا۔" عالم علوی کا نام آسمان اور سفلی کا نام زمین قرار پایا۔ ان دونوں میں لاکھوں کروڑوں میل کا فصل پیدا ہو گیا۔ پھر رفع السموات بغیر عمدٍ ترونھا۔ آسمانوں کو کسی ستون کے بغیر بلند کر دیا جس کو تم میں کا ہر شخص دیکھ رہا ہے۔ ویمسك السموات ان تقع علی الارض۔ اور آسمانوں کو اللہ سبحانہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے روکے ہوئے ہے کہ مبادا کہیں زمین پر گر پڑے" یہ ہے آسمان کی بناوٹ جو وہ بھی مستقل طور پر ایک گواہ ہے۔

والارض وما طحاھا کی تفسیر | وَالْاَرْضِ وَمَا طَحَاهَا۔ اور قسم ہے زمین کی اور جیسا کہ اس کو پھیلایا" یعنی زمین جس کا تعلق عالم سفلی سے ہے۔ جس پر ہم سب

رہتے بستے، چلتے پھرتے، بیٹھتے لیٹتے، سوتے جاگتے اور سارے کاروبار کرتے ہیں۔ یہ بھی ہمارے دعوے کی کھلی شہادت زبان حال سے دے رہی ہے۔ پھر جیسا کہ اس کو بنانے والے نے بنایا پھر اس کو شرقاً غرباً شمالاً جنوباً ہر طرف پھیلا دیا ہے اس کا کچھ حصہ ارض معمور کہلاتا ہے اور اسی میں ہفت اقلیم کی تقسیم ہے اور بہت کچھ حصہ زیر آب ہے جس کو ارض مغمور کہتے ہیں۔ سمندروں سے لگا ہوا اور پانی میں ڈوبا ہوا۔ یہ بھی ایک مستقل گواہ ہے۔

ونفس وما سواها کی تفسیر وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا۔ اور قسم ہے جان اور جی کی۔ جس کی بدولت جیتا جاگتا انسان، چلتا پھرتا، کام کاج کرتا اور اپنی زندگی امن وچین کے ساتھ گزار رہا ہے۔ اور اسی کی خاطر یہ تمام کائنات ارضی وسماوی بنائی گئی ہے تاکہ اس کی ہر ہر چیز سے انسان فائدہ اٹھائے اور باری تعالیٰ شانہٗ کا شکر بجالائے۔ نیز جیسا کہ بنانے والے نے اس نفس کو ٹھیک طور پر بنایا۔ کہ ما تریٰ فی خلق الرحمان من تفاوت رحمٰن نے خلق کی تخلیق بغیر کسی نمونے اور مثال کے کچھ اس طرح فرمائی کہ تم کو اس میں کسی نوع کی کوئی خرابی یا خلل دکھائی نہیں دیگا۔"

آخری تین آیات کی دوسری تفسیر بعض مفسرین کرام نے ان آخری تین آیات کریمہ یعنی والسماء وما بناها والارض وما طحاها

ونفس وما سوّاھا میں کلمۂ ما کو مَن کے معنی میں لیا ہے اس اعتبار سے ان کے معانی یہ ہوں گے کہ قسم ہے آسمان کی اور اس ذات کی جس نے اس کو بنایا اور قسم ہے زمین کی اور اس ذات کی جس نے اس کو پھیلایا اور قسم ہے جان اور جی کی اور اس ذات کی جس نے اس کو ٹھیک طور پر درست کیا" اور مطلب یہ ہوگا کہ آسمان کو بنانے والا اور زمین کو پھیلانے والا اور نفس کو ٹھیک طرح درست کرنے والا جو حق سبحانہ تعالیٰ ہی ہے اس کی قسم۔ یہ معنی اور تفسیر بھی بجائے خود درست ہے واللہ اعلم۔

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔ پھر سمجھ دی اس کو اس کی بدکاری کی اور اس کی پرہیزگاری کی"۔ یعنی عقل و فہم دے کر انسان کو نیکی و بدی کا اجمالی علم کرا دیا۔ پھر رسولوں کو بھیجکر اور کتابیں نازل کر کے نیکی و بدی کا تفصیلی علم کرایا۔ اب انسان کا کام ہے کہ اپنی زندگی کے ہر مرحلہ میں نور عقل و فہم سے استفادہ کرے۔ نیز پیغمبروں کی ہدایات اور آسمانی کتابوں کی تعلیمات سے سبق حاصل کرتا جائے اور نفس امارہ کی خامیوں کو دور کرتا جائے۔ تا آنکہ اس کا نفس ہر قسم کی گندگی اور پلیدی سے پاک ہو کر نفس لوامہ اور نفس مطمئنہ کے درجہ پر فائز ہو۔

حضورؐ اکرم کی ایک مناجات

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :—

سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فالھمھا فجورھا وتقواھا قال اللّٰھُمَّ آتِ نَفْسِی تَقْوَاھَا وَزَکِّھَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ زَکَّاھَا اَنْتَ وَلِیُّھَا وَمَوْلَاھَا قال وھو فی الصلاۃ۔ (ابن ابی حاتمؒ ابن مردویہ) میں نے حضرت نبی دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ آیہ کریمہ فالھمھا فجورھا کی تلاوت فرماتے اور ساتھ ہی یہ دعا فرمایا کرتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ الٰہی! میرے نفس کو اس کی پرہیزگاری مرحمت فرمائیے اور اس کا تزکیہ کیجئے کیونکہ آپ ہی سب سے بہتر اس کا تزکیہ فرمانے والے ہیں۔ اور آپ ہی اس کے حقیقی دوست اور اس کے آقا ہیں۔" حضرت حبر الامۃ ابن عباس اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی اسی طرح مروی ہے اور ان کی روایات مصنف ابن ابی شیبہ، مسند امام احمدؒ، صحیح مسلم، نسائی، طبرانی، ابن المنذر، ابن مردویہ میں مسطور ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مناجات حضور اکرم نے نماز ہی میں فرمائی۔" یہاں نماز سے رات کی نفل نماز (تہجد، اوابین وغیرہ) مراد ہے۔

قد افلح من زکاھا کی تفسیر

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا۔ بے شک مراد کو پہنچا جس نے اس کو سنوارا۔" یعنی جو کوئی شخص نور عقل وفہم سے کام لے کر اور حضور انور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایات، اور قرآن کریم کی تعلیمات سے سبق حاصل کرکے اپنے نفس کو برائیوں سے دور رکھا اور نیکیوں میں حصہ لیتا رہا تو اس کا نفس پاک ہوتا گیا اور وقتاً فوقتاً بلکہ آناً فاناً سنورتا گیا یہاں تک کہ وہ پوری طرح مزکّٰی و مصفّا ہوگیا اور جب اس طرح اس کے نفس کا تصفیہ و تزکیہ ہوچکا تو اس کی کامیابی میں کیا کلام رہا یقیناً وہ اپنی مراد کو پہنچا اور کامیاب ہوا۔

عرض فقیر فقیر عرض کرتا ہے کہ تزکیۂ نفس اور فلاح آخرت کا نمونہ اور مثال اگر دیکھنا چاہو تو اہلبیتؑ کرام و امہاتؓ المومنین کی سیرت طیبہ کو پیش نظر رکھو جن کی شان میں آیۂ تطہیر انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھّرکم تطھیراً نازل ہوئی کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ارادت ہی اے اہل بیت! تمہارے متعلق یہ ہے کہ تم سے ہر اس چیز کو دور کردے جو تمہارے شایان شان نہیں اور تم کو خوب اچھی طرح طاہر و مطہر بنادے۔" اور جن کی نسبت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح من رکبھا نجا ومن تخلف عنھا ھلک۔ میرے اہل بیت کی مثال نوح علیہ السلام کی کشتی کی طرح ہے کہ اس میں جو کوئی سوار ہوا نجات پائی اور جو کوئی اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک و برباد ہوا۔" اسی طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ہے

جن کی شان میں حق سبحانہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ۔ اللہ سبحانہ ان سے خوشنود اور وہ اللہ پاک سے راضی" اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔ اصحابی کالنجوم بایّھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے اصحاب آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں یعنی یہ نجوم الارض (زمین کے تارے) ہیں۔ ان میں سے تم جس کسی کی پیروی کروگے راہ راست پر رہوگے" اللھم ارزقنا حُبّھم واقتداءھم۔ آمین

من دساھا کی تفسیر | وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاھَا۔ اور بہ تحقیق نامراد ہوا جس نے اس کو خاک میں ملایا" یعنی اللہ سبحانہ تعالیٰ نے نور عقل وفہم سے ہر نفس کو بہرہ ور فرمایا تھا۔ نیز پیغمبروں کی ہدایات اور کتاب اللہ کی تعلیمات سب کے لئے درس عبرت تھیں۔ اگر چاہتے تو اپنی ذاتی صلاحیتوں اور حق سبحانہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی اور نازل کی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھاکر اپنے نفس کو سنوار سکتے تھے لیکن بدبختی کو کیا کیا جائے کہ انھوں نے اپنی ساری صلاحیتوں اور استعداد کو خاک میں ملادیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے دکھاتے اپنے آپ کو اپنے ہی ہاتھوں خائب وخاسر اور نامراد بنایا آگے ایسے نامراد افراد کی ایک مثال اور نمونۂ عبرت کے لئے دکھایا جارہا ہے۔

عرض فقیر | فقیر عرض کرتا ہے کہ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰھَا

جواب قسم ہے ان تمام قسموں کا جو اوپر بیان ہوئیں۔ اور یہی وہ دعویٰ ہے جس کا وعدہ دیا گیا اور جس کی صداقت ظاہر کرنے اور اس کا ثبوت دینے کے لئے مذکورہ قسموں کے ذریعہ بیش از بیش اہتمام بلیغ فرمایا گیا ہے۔ یعنی آفتاب کی وہ شان جلالی' اور ماہتاب کی یہ شان جمالی' دن کی روشنی اور رات کی تاریکی' آسمان کی بلندی اور زمین کی پستی' جس طرح ایک دوسرے کی ضد ہیں اسی طرح نفس انسانی میں نیکی کا رجحان اور بدی کا میلان' دونوں جمع ہیں اور نیکی و بدی بھی باہم متضاد کیفیات اور احوال ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ؎

آدمی زادہ' طرفہ معجون است   از فرشتہ سرشتہ' و ز حیواں
گر کند میل ایں' شود بداز یں   ور کند شوق آں' شود بہ از آں

انسان اگر اپنی خواہشات وا ہواء کو عقل و فہم کا تابع نہیں بناتا اور جو جی میں آئے کرتا جاتا ہے تو یہ اپنے نفس کا بندہ بنا ہوا ہے۔ اس کا انجام جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ اور اس کا مقام اسفل سافلین ہوتا ہے اور اگر اپنی خواہشات وا ہواء کو تابع عقل و فہم بناتا اور کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی پیروی کرتا جاتا ہے تو ملائکہ کرام کے درجہ سے بھی ترقی کرتا اور اعلیٰ علیین اس کا مقام قرار پاتا ہے۔ بس یہی ایک نکتہ ہے جس کو ذہن نشین کرانے کے لئے یہ تمہید اٹھائی گئی اور متعدد

متضاد قسموں کے ذریعہ یہ اہتمام فرمایا گیا ہے۔ آگے عبرت کے لئے ایک قوم کا واقعہ بیان ہو رہا ہے کہ دیکھو تم سے پہلے بھی ایک قوم دنیا میں بستی تھی۔ دنیوی اعتبار سے بہت کچھ ترقی یافتہ بھی تھی۔ ان کی ہدایت کے لئے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے ان ہی میں سے ایک برگزیدہ رسول کو بھیجا تھا مگر قوم کی بدبختی کہ ان کی ہدایات کو نہ مانا پھر اس کا انجام کیا ہوا؟

1-11
1-12 كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِطَغْوٰهَا ۙ إِذِ انۢبَعَثَ أَشْقٰىهَا ۙ فَقَالَ
1-13 لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ نَاقَةَ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا ۗ جھٹلایا ثمود نے اپنی سرکشی سے

جبکہ اُٹھ کھڑا ہوا ان میں کا سب سے زیادہ بدبخت، پھر کہا ان کو اللہ کے رسول نے

کہ خبردار رہو اللہ کی اونٹنی سے اور اس کے پانی پینے کی باری سے۔"

كذبت ثمود کی تفسیر | قوم ثمود کا واقعہ کئی دفعہ گزر چکا ہے کہ یہ ایک شریر اور سرکش قوم تھی۔ ان کی ہدایت کے لئے ان ہی کی برادری سے پیغمبر بھیجے گئے تھے جب انھوں نے اپنی رسالت کا اعلان فرمایا اور خدائے واحد کو ماننے اور آخرت کی یاددہانی کے لئے نصیحت کرنے لگے تو جواب دیا کہ انما انت من المسحرین ما انت الا بشر مثلنا فأت بآية ان كنت من الصادقين آپ پر جادو چڑھ گیا ہے۔ آپ تو ہم جیسے بشر ہیں۔ اگر آپ سچے رسول ہیں تو کوئی معجزہ

لائیے'' اور مطالبہ کیا کہ فلاں چٹان سے ایک گابھن اونٹنی برآمد ہو جس کے حمل کی مدت پورے دس ماہ کی ہو اور وہ برآمد ہوتے ہی اپنے برابر بچہ دے۔ چنانچہ آپ کی دعا سے روز روشن میں پوری قوم کے دیکھتے دیکھتے چٹان سے اونٹنی برآمد ہوی اور ساتھ ہی اپنی برابر بچہ دیا۔ پھر وہ اونٹنی وہاں کا تمام پانی پی گئی۔ قوم نے جب پانی کی شکایت کی تو آپ نے باری مقرر فرما دی کہ ایک دن اونٹنی پانی پیا کرے گی اور ایک دن ساری قوم سیراب ہوا کرے۔ قوم نے بدعہدی کرنا چاہی اور اس کے اشارے سے قدار بن سالف نامی جو سب سے زیادہ بدبخت تھا اونٹنی کے قتل کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ تو اللہ کے رسول جو حضرت صالح علیہ السلام تھے آگاہ فرما دیا کہ خبردار! اللہ کی اونٹنی سے تعرض نہ کیا جائے اور باری کے دن اس کو پانی پینے کا موقع دیا جائے۔ ورنہ اللہ کا عذاب آئے گا۔

ناقۃ اللہ کی وجہ تسمیہ | اونٹنی کو ناقۃ اللہ یعنی اللہ سبحانہ کی اونٹنی اسلئے فرمایا کہ وہ اللہ کے حکم سے بطور معجزہ ظاہر ہوی ہے یوں تو کائنات کی ہر چیز اللہ کی ہے لیکن اللہ سبحانہ کی طرف اس کو خصوصیت کے ساتھ منسوب کرنا اونٹنی کی شان بڑھانے اور قوم کی نظر میں اس کی عظمت و وقعت قائم کرنا منظور تھا۔ جیسے بیت اللہ کہتے ہیں کہ اللہ کا گھر تاکہ دوسرے گھروں پر اس کا شرف واضح

ہو جائے۔ اور اللہ کے گھر کا ادب و احترام قائم ہے۔

اشقی ثمود کون ہے | حضرت عبداللہ بن زمعہؓ فرماتے ہیں: خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الناقۃ والذی عقرھا فقال اذا انبعث اشقاھا قال انبعث لھا رجل عارم عزیز منیع فی رھطہ مثل ابی زمعۃ۔ (سعید بن منصور، امام احمدؒ، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن مردویہ) حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور اس میں ناقۂ ثمود اور اس کو کاٹنے والے کا ذکر فرمایا چنانچہ آپ نے آیۂ اذ انبعث اشقاھا کی تلاوت فرمائی پھر ارشاد فرمایا کہ ایک شریر خبیث تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا (کہ میں اس اونٹنی کا کام تمام کرتا ہوں) یہ شخص اپنی جماعت میں باعزت و شوکت تھا۔ جیسا کہ قریش میں ابو زمعہ تھا۔" کہتے ہیں کہ قدار بن سالف کا رنگ سرخی و سیاہی ملا ہوا تھا اس کی آنکھیں نیلی اور کوتاہ قامت تھا۔ ایسے لوگ غیر معمولی طور پر خبیث اور شریر ہوتے ہیں۔

اس امت کا سب سے زیادہ شقی | حضرت شاہ ولایت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:—

یا علیؓ اتدری من اشقی الاولین قال اللہ و رسولہ اعلم قال عاقر الناقۃ

قال اندری من اشقی الآخرین قال اللہ ورسولہ اعلم قال قاتلک۔
(روح البیان) علی! کچھ جانتے ہو کہ اگلے لوگوں میں سب سے زیادہ شقی کون تھا۔ آپ نے
عرض کیا کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ
ناقہ ثمود کا قاتل۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ پچھلے لوگوں میں سب سے بڑا شقی کون
ہوگا؟ عرض کیا کہ اللہ اور اس کے پیارے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ
تمھارا قاتل " ایک روایت حضرت عمار بن یاسر رض کی نسبت بھی اسی مضمون کی
آئی ہے جس کی ابن ابی حاتم ابن مردویہ بغوی اور ابونعیم نے روایت کی ہے۔
حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ دونوں پیشین گوئیاں تیس سال بعد من و
عن ظاہر ہوئیں۔ حضرت عمار بن یاسر جنگ صفین میں شہید ہوئے۔ اور حضرت
شاہ ولایت رض کو ابن ملجم خارجی نے شہید کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۖ فَدَمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنۢبِهِمْ 14
فَسَوَّىٰهَا ۝ وَلَا يَخَافُ عُقْبَٰهَا ۝ 15 پھر انھوں نے رسول اللہ کو جھٹلایا اور
اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں، پھر الٹ مارا ان پر ان کے پروردگار نے ان کے گناہ
کی وجہ سے پھر برابر کردیا سب کو، اور وہ ڈرتا نہیں اس کے انجام سے "

قوم ثمود کا تکذیب کرنا اور اس کا انجام یعنی حضرت صالح علیہ السلام نے جب اپنی

قوم کو خبردار کیا کہ اونٹنی تمھاری فرمایش پر آئی ہے گویا وہ تمھاری مہمان ہے۔ مہمان کی خاطرداری ضروری ہے لہٰذا اس کو نہ چھیڑو اور نہ اس کے پانی پینے کی باری میں مزاحمت کرو ورنہ تم پر اللہ کا عذاب آئے گا۔ اس بدبخت قوم نے پیغمبر کی پیشنگوئی کو جھٹلایا اور اشقی ثمود قدار بن سالف نے اپنے چند ساتھیوں کو لے کر اونٹنی کو گھیرا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں یعنی پاؤں کے ٹخنے کاٹ ڈالے۔ پھر کیا تھا کہ غضب الٰہی جوش میں آیا اور اس قوم پر عذاب استیصال مسلط ہوگیا۔ جبرئیل علیہ السلام حکم الٰہی سے آئے اور ایک زور کی چیخ لگائی کہ **موتوا**۔ سب کے سب مرجاؤ" یہ آواز کیا تھی ایک زبردست دھماکہ تھا جس کے سنتے ہی دماغ پاش پاش ہوگئے اور سب کے سب ہلاک و برباد ہوگئے چھوٹا بڑا، مرد عورت، کوئی بھی بچ نہ سکا۔ سب کے سب زمین کے برابر ہوگئے۔

ایک سوال اور اس کا جواب یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اونٹنی کو ہلاک کرنے والا صرف ایک شخص قدار بن سالف تھا یا اسکے چند رفقاء تھے۔ پھر اللہ سبحانہ کا عذاب ساری قوم پر کیوں آیا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس شخص یا جماعت کے کام سے تمام قوم متفق تھی اور اس حرکت سے سب کے سب خوش تھے۔ اصول یہ ہے: من احب قوماً فھو منھم۔ جس نے جس کسی قوم سے محبت رکھی اور انکے کام سے خوش ہوا اس کا شمار بھی اسی قوم میں ہوتا ہے۔" نیک لوگوں کی محبت سے اس کا شمار نیکوں میں ہوتا ہے اور بروں کی محبت سے وہ بھی برا سمجھا جاتا ہے۔ اسلئے ساری قوم ثمود اس پاداش میں گرفتار اور ہلاک و برباد ہوئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ولایخاف عقبٰھا کی تفسیر وَلَا یَخَافُ عُقْبٰھَا۔ اور وہ ڈرتا نہیں اس کے انجام سے۔" اس آیۂ کریمہ کی تفسیر دو طرح سے کی گئی ہے۔ ایک وہ جو حضرت حسن بصریؒ سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا: ــــ ذالک ربنا لایخاف منھم تبعۃ بما صنع بھم۔ (عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم) (لایخاف سے ہمارا پروردگار تعالیٰ مراد ہے کہ اس قوم کے ساتھ اللہ سبحانہ نے جو سلوک فرمایا کہ ان پر عذاب استیصال بھیج دیا اس لئے کہ اس کو اس قوم کے پیچھا اٹھانے کا کوئی اندیشہ نہیں۔ یعنی اگر اللہ سبحانہ ساری قوم کو برباد کر ڈالنے کا حکم دے تو قوم اللہ سبحانہ کا نہ کچھ بگاڑ سکتی ہے اور نہ اس کے حکم کو روک سکتی ہے۔ دنیا کے بادشاہوں اور حاکموں کا یہ حال ہے کہ اگر وہ کسی ملک یا قوم یا کسی بڑی جماعت کو سزا دینا چاہیں تو ان کو اندیشہ لگا رہتا ہے کہ سب مل کر حکومت کے خلاف کوئی شورش برپا کریں یا بغاوت پھیلا دیں۔ یہ اندیشہ اللہ سبحانہ کو نہیں ہو سکتا۔

دوسری تفسیر دوسری تفسیر وہ ہے جو حضرت سُدّی اور ضحاک سے مروی ہے۔ سُدّی فرماتے ہیں: ــــ لم یخف الذی عقرھا عاقبۃ ما صنع۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم) جس شخص نے اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں

اس نے اپنے کرتوت کے انجام کا اندیشہ نہیں کیا" اور حضرت ضحاک فرماتے ہیں :۔ لم یخف الذی عقرھا عقباھا۔ کوچیں کاٹنے والے نے اپنے کیئے کے انجام کا خوف نہ کیا" ان حضرات نے لایخاف کا فاعل قدار بن سالف کو قرار دیا ہے اور حضرت حسنؒ بصری نے اللہ سبحانہ کو لایخاف کا فاعل ٹھہرایا۔ ہر دو تفسیریں بجائے خود درست ہیں۔ واللہ اعلم۔

سورۂ والشمس کی فضیلت

حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ فی صلاۃ العشاء بالشمس وضحاھا واشباھھا من السور (امام احمدؒ، ترمذی بروایت حسن، نسائیؒ) حضرت رسول دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشا کی نماز میں والشمس وضحاھا اور اس جیسی سورتیں تلاوت فرمایا کرتے تھے" حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :۔ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرہ ان یقرأ فی صلاۃ الصبح باللیل اذا یغشی والشمس وضحاھا۔ (طبرانی) حضرت نبی افخم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ صبح کی نماز میں واللیل اذا یغشی اور والشمس وضحاھا پڑھا کریں" حضرت عقبہ بن عامرؓ فرماتے ہیں :۔ امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نصلی رکعتی الضحی بسورتیھما

بالشمس وضحاھا والضحیٰ (بیہقی) حضرت رسول دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم کو حکم دیا کہ ہم چاشت کی دو رکعتیں پڑھا کریں اور ان میں والشمس اور والضحیٰ پڑھا کریں جن میں چاشت کا بیان ہے۔" حضرت نعمان بن بشیر فرماتے ہیں :

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ فی العیدین سبح اسم ربک الاعلی والشمس وضحاھا۔ (طبرانی) حضرت رسول الثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدین کی نمازوں میں سبح اسم ربک الاعلی اور والشمس وضحاھا تلاوت فرمایا

عــہ ۔ دکن کے ہم مسلمانوں میں قدیم سے یہ دستور رہا ہے کہ ان کے ہاں شادی ہوتی ہے تو اپنے معتقد علیہ بزرگ سے تبرکاً سورت شریفہ والشمس جہراً پڑھوا کر دلہا دلہن پر دم کراتے ہیں۔ یہ اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ شمس (دولہا) اور قمر (دلہن) نہار (دن کے کاروبار) اور لیل (رات کی یکجائی) آسمان سے (دلہا کی علو مرتبت) زمین سے (دلہن کی اطاعت) اور نفس سے (دلہا دلہن کے نفوس اور ان کے خیر و شر کی استعداد اور ہر ایک کے انجام سے آگاہی)۔ پھر ناقہ ثمود کے ساتھ دلہن کی مشابہت کہ دلہا والوں کے پیام دینے پر وہ بیاہی گئی جو صاحب اولاد بھی ہوگی۔ اس کا اور اسکے بچوں کا کھانا پینا دلہا والوں پر بار نہ گزرنا چاہئے کیونکہ یہ خوانده مہمان کے سے ہیں انکی خاطر مدارات ضروری ہے اگر اپنی فلاح منظور ہے تو ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہیں۔ مبادا کہ انکو اذیت پہنچے پھر اسکے انجام کو پیش نظر رکھنا ہوگا۔ الغرض اسمیں سمجھ بوجھ والوں کیلئے پوری پوری نصیحت ہے اور یوں بھی قرآن کریم کا ہر حصہ موجب خیر و برکت ہے واللہ الموفق۔

کرتے تھے''۔ اس سے سورۂ والشمس کی فضیلت ثابت ہے۔

الحمد للہ کہ سورہ شمس کی تفسیر ختم ہوئی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبنا سیدنا محمد وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔